بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 05۔ ماہ ہجرت 1395 ہجری شمسی بمطابق مئی 2016ء

قرآن کریم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیثِ مبارکہ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اَلۡاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنۡ وَرَائِهِ وَ يُتَّقَى بِهٖ“ (صحیح بخاری ۔ کتاب الجهاد باب يقاتل من وراء الامام)

”امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے“

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارداہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلاف کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔۔۔ پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر انکو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کے لئے دکھلانا اسکو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِى الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّكۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوۡنَ ۔ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اسلئے کہ يَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس امت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی ﷺ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اس نے خود فرمایا وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا (النساء:۱۱۴) اور ایسا ہی اس امت کی نسبت فرمایا كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ (ال عمران:۱۱۱) تو پھر کیونکر ہوسکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے اور نیز جب کہ یہ امت خلافت کے انوار روحانی سے ہمیشہ کے لئے خالی ہے تو پھر آیت اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کے کیا معنی ہیں کوئی بیان تو کرے۔ مثل مشہور ہے کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جب کہ اس امت کو ہمیشہ کے لئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مردہ رکھنا ہی مدنظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ سوائے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی۔ اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہوگئی۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ۔“

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353 تا 355)

مشعلِ راہ

آخرین میں خلافت کا وعدہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آیت استخلاف کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے لیکن ساتھ شرائط عائد کی ہیں کہ ان باتوں پر تم قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی۔لیکن اس کے باوجود خلافت راشدہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں صرف تیس سال تک قائم رہی۔اور اس کے آخری سالوں میں جس طرح کی حرکات مسلمانوں نے کیں اور جس طرح خلافت کے خلاف فتنے اٹھے اور جس طرح خلفاء کے ساتھ بیہودہ گوئیاں کی گئیں اور پھر ان کو شہید کیا گیا۔اس کے بعد خلافت راشدہ ختم ہوگئی۔اور پھر ملوکیت کا دور ہوا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرما دیا تھا۔اور اس ارشاد کے مطابق ہی تھا کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو فاسق ٹھہرو گے۔اور فاسقوں اور نافرمانوں کا اللہ تعالیٰ مددگار نہیں ہوا کرتا۔تو بہرحال اسلام کی پہلی تیرہ صدیاں مختلف حالات میں اس طرح گزریں جس میں خلافت جمع ملوکیت رہی پھر بادشاہت رہی پھر اس عرصہ میں دین کی تجدید کے لئے مجدد بھی پیدا ہوتے رہے۔۔۔

لیکن جو بات میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے۔انشاء اللہ۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اسکی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔(مسند احمد بن حنبل۔مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں۔بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اسکی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ایک حدیث میں آتا ہے،آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے۔یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ،یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

اس آخری زمانے کی بھی وضاحت آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمادی کہ وہ کیا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اس کی آیت (و آخرین منھم لما یلحقوا بھم) پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہؓ میں شامل ہونگے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔تو حضور ﷺ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔اس آدمی نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔

یعنی آخرین سے مراد وہ زمانہ ہے جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور اس پر ایمان لانے والے،اس کا قرب پانے والے،اس کی صحبت پانے والے صحابہ کا درجہ رکھیں گے۔پس جب ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ زمانہ پانے کی توفیق عطا فرمائی جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے کا درجہ دیا ہے۔تو یہ بھی ضروری تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق خلافت علی منہاج نبوت بھی قائم رہے۔یہاں یہ وضاحت کردی جیسا کہ پہلے حدیث (کی روشنی) میں میں نے کہا کہ مسیح موعود کی خلافت عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی خلافت ہوگی''۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 4 جون تا 10 جون 2004۔صفحہ 5)

تبرکات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی

ایک ایمان افروز تحریر

مکرم محترم چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب کا وصال کچھ عرصہ قبل ہوا ہے۔وفات سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک ایمان افروز تحریر کی کاپی مجھے ارسال فرمائی۔یہ تحریر دراصل ایک پیغام کی صورت میں ہے جو آپؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ گول بازار ربوہ کے ایک اجلاس کے نام بھجوایا تھا۔مکرم چوہدری صاحب مرحوم ان دنوں مہتمم مقامی ربوہ کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

یہ مختصر،جامع اور ایمان افروز تحریر احباب جماعت کے مطالعہ کے لئے اشاعت کی غرض سے بھجوا رہا ہوں۔

عطاء المجیب راشد

امام مسجد فضل لندن

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خدام الاحمدیہ گول بازار ربوہ ۸ فروری ۱۹۵۹ء کو ایک جلسہ منعقد کر رہے ہیں۔جسکی غرض و غایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار صحابیوں کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنا ہے۔یہ چار صحابی یہ ہیں (۱) حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیفؓ شہید (۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ (۳) حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اور (۴) حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ۔اس میں کیا شبہ ہے کہ یہ چاروں صحابہ جماعت احمدیہ کے نہایت ممتاز رکن تھے۔اور انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کا بہت اچھا موقعہ پایا۔

حضرت مولوی عبداللطیف صاحب شہیدؓ تو گویا مجسم خدمت تھے کیونکہ انہوں نے اپنے خون سے احمدیت کے پودے کو سینچا اور سرزمینِ کابل میں ایک نہایت مبارک بیج کا کام دیا جو انشاء اللہ دن بدن پھولتا اور پھلتا چلا جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہید مرحوم کی بہت تعریف فرمائی ہے بلکہ ان کے بالوں کو یادگار اور تبرک کے طور پر سالہا سال تک اپنی بیت الدعا میں لٹکائے رکھا اور اب یہ بال میرے پاس محفوظ ہیں۔

شہید مرحوم نے صداقت کی خاطر سنگ سار جیسی ہیبت ناک سزا کو اس طرح ہنستے ہوئے برداشت کیا کہ گویا ایک شخص پھولوں کی سیج پر لیٹا ہوا ہے۔لاریب ان کا نمونہ قربانی کے میدان میں جماعت کے نوجوانوں کے لئے ایک نہایت مبارک نمونہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ پیچھے آیا اور بہتوں سے آگے نکل گیا۔

پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص الخاص صحابہ میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے ساتھ بچوں کی طرح محبت کیا کرتے تھے۔ان کا ذکر اکثر ''ہمارے مفتی صاحب'' کے پیارے الفاظ سے فرمایا کرتے تھے اور حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کے اتنے دلدادہ تھے کہ گویا ایک پروانہ ہے جو اپنی محبوب شمع کے اردگرد گھوم رہا ہے۔ان کی روح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں بالکل گداز تھی۔حضرت مفتی صاحب کو مسیحی مذہب کا خاص مطالعہ تھا اور مسیحی پادری ان سے اسطرح بھاگتے تھے کہ گویا ان کے سامنے آنے سے ان کی روح فنا ہوتی ہے۔اخبار بدر کی ایڈیٹری کے زمانہ میں بھی حضرت مفتی صاحب نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائریوں اور خطبات کو محفوظ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے نمایاں حصّہ پایا۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بچہ تھے مگر بعد میں ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کی خاص خدمت کا موقعہ عطا فرمایا۔حدیث کے علم سے ان کو خاص عشق تھا اور ان کے حدیث کے درس میں ایسا رنگ نظر آتا تھا کہ گویا ایک عاشق اپنے معشوق کی باتیں بیان کر رہا ہے۔مذہبی مناظرات میں بھی انہیں کمال حاصل تھا اور وہ اپنے دلائل کو اس طرح سجا کر بیان کرتے تھے کہ فریقِ مخالف بالکل بے بس ہو کر دم بخود رہ جاتا تھا۔حضرت میر صاحب مرحوم نے جو خدمات لنگر خانہ کے افسر کے طور پر اور پھر مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر کی حیثیت میں سرانجام دیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔بچوں کی تعلیم اور خصوصاً یتیموں کی تربیت ان کے ایمان کا جزو تھی۔بیشمار یتیم اور غریب و نادار بچے ان کے طفیل علم وعمل کے زیور سے آراستہ ہو کر دین کے بہادر سپاہی بن گئے۔مہمان نوازی بھی حضرت میر صاحب کا طرّہ امتیاز تھی۔اور ان کے لئے ہر مہمان ایک مجسم خوشخبری تھا جسکی خدمت میں وہ روحانی لذّت پاتے تھے۔

پھر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بھی بہت ممتاز صحابہ میں سے تھے۔وہ السابقون الاوّلون میں سے تھے۔اور سلسلہ کی تاریخ کے کسٹوڈین تھے۔انہوں نے بڑی محنت سے سلسلہ کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح کا مواد جمع کیا اور اس میدان میں بہت قیمتی لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا ہے۔گو افسوس ہے

بقیہ صفحہ:4

بنی نوع انسان کو خلافت کی ضرورت کیوں ہے

(مکرم عادل حسین بٹ صاحب ۔ کینیڈا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُم وَعمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً۔يَعْبُدُوْنَنِي لاَ يُشْرِكُوْنَ بِي شَيئًا۔وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃ النور:56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے جس نظام کا ذکر فرمایا ہے وہ آسمانی نظام ہے جس کا سربراہ خود اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے۔اور جس کا آئین ایک ابدی اور کامل کتاب قرآن شریف کی شکل میں اس نے نازل فرمادیا ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔یہ نظام، نظام خلافت کہلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے مامور اور اس کے مرسل نبی کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے اور اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک لوگ اس نظام کی شرائط کو پورا کرتے رہیں۔

ہمارے آقا ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں۔

خلافت نبوت کی جانشینی ہے اور خلیفہ نبی کے شروع کئے ہوئے عظیم الشان مشن کو خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کر کے، نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے اور نہ صرف اس کے تشنہ تکمیل منصوبوں اور سکیموں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر وہ نئے نئے پروگراموں اور منصوبوں کی بنا بھی ڈالتا ہے اور اس طرح سے تجدید دین کرتا ہے۔ اور وہ اپنے فرائض کو پوری شدت اور جوش وخروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے کیونکہ لفظ خلیفہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔یہ ہے خلافت حقہ کا تصوّر، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ مؤثر ہے۔

سچے خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔یہ خلفاء صرف خدا کی تابعداری کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے۔جس طرح ہر درخت اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح سچا خلیفہ اپنے اس روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔

آج خلافت کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان تنزلی کا شکار ہیں۔گو آج کے مسلمان نمازیں بھی پڑھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، لیکن ان میں وہ ترقی نہیں جو صحابہ میں تھی، حالانکہ صحابہ بھی یہی نمازیں پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے۔اس کی وجہ ہی یہ ہے کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کمر بستہ ہو جاتے اور اطاعت کی یہ روح آج کے مسلمانوں میں نہیں ہے۔آخر وہ کیا وجہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے اس بنیادی وصف سے عاری ہے۔ان کی عدم ترقی کا سبب صرف اور خلافت کے نہ ہونے کی وجہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نظامِ خلافت کے قیام کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے۔۔۔وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا، کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد، یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے۔۔۔اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے، لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا، بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔۔۔ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناکام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں''۔

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303-304)

خلافت خدا کا ایک انعام ہے۔خلافت کے قیام کی ضرورت اور اس کی اہمیت جہاں مادی قانون قدرت سے ثابت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے روحانی نظام کا بھی یہی تقاضہ ہے اور اسکی سنت بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ نبوت کے بعد خلافت کا نظام بہر حال قائم ہونا چاہئے کہ ساری دنیا کے مسائل کا حل خلافت کے نظام میں ہے۔خلافت ایک عظیم نعمت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور پھر بیعت لے لینا ہے۔یہ کام تو صرف ایک ملاّ بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

''یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑلو۔یہ محض خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کر دیا ہے۔پس اسے مضبوط پکڑے رکھو''۔

(بدر یکم فروری 1912ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے، اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے، یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے''۔

(بدر 24 اگست 1911ء)

پھر آپ نے جماعت کو آپس میں محبت و الفت بڑھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''یہاں آنے والوں کے واسطے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے میل ملاپ کریں، پتہ مقام دریافت کریں، نام نشان پوچھیں اور آپس میں تعارف حاصل کریں۔یہ بھی راہ ہے وحدت کے پیدا ہونے کی اور اگر کوئی کہے چلو جی ہمیں کیا ہم تو پنجاب کے اور یہ ہندوستان کے اس سرے کے ہم تو آپس میں ملیں بیٹھیں اوروں سے کیا غرض و غایت تو وہ نادان نہیں سمجھتا یہ امر وحدت کے متضاد ہے۔چاہئے کہ ہر ایک یہاں کے آنے والے کے نام ونشان سے بخوبی واقف ہو اور آگاہی ہو اور ایک دوسرے کے حالات پوچھتے جاویں اس طرح سے تعلق ہو جاتے ہیں۔خدا کی طرف سے آنے والے وحدت چاہتے ہیں۔اخوان کے معنے اور مفہوم بھی یہی ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے والے ہوں۔خدا تعالیٰ تمہاری محبتوں، بختوں، جانفشانیوں کو رحم سے دیکھے اور قبول کرے اور آخر تک استحکام اور استقلال بخشے۔یہاں تک کہ کوچ کا وقت آ جائے اور تم اپنے اقرار کے پورے پکے رہنے والے ہو اور اللہ کی رضا کے حاصل کرنے والے اور مقدم کرنے والے ہو''

(خطبہ 30 مارچ 1903ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

''اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا، پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی''

(تفسیر کبیر سورۃ نور)

خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ولولہ اور ایسی امنگ عطا ہوتی ہے کہ وہ اس کی بدولت تمکنتِ دین کے لئے ہر قسم کے نامساعد حالات کے باوجود ہر قسم کے پرحکمت اور ضروری اقدام وقت اور حالات کی مناسبت سے کرتا ہے اور اس کی دانش اور فراست سے خوف کی حالت امن میں بدل جاتی ہے۔

خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام اور اسکے احکام کو سب سے بہتر سمجھتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اسکی راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔اس لئے وہ ہر مشکل گھڑی میں جماعت کو صبر واستقامت کی تلقین کرتا ہے اور ان کے دکھ درد میں ان کے لئے بے قرار رہتا ہے نیز تدابیر کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا بھی التزام کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:۔

''امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اسکے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔اپنے ارادوں کو اسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اسکے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو انکے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے''۔

(الفضل 4 ستمبر 1938ء)

پس کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے،

Vol. 21 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 05
Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کر دیتا ہے۔ کامیابی اسے ملتی ہے جو خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ ''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اسکی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اسکے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے''۔

(منصب خلافت صفحہ 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وساطت سے اس زمانے میں ہم نے ایک زندگی پائی۔ وہ زندگی جو ہمیشہ سے تھی مگر وہ مردہ تھے جن پر وہ اثر نہیں کر رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے ہم نے اسے زندہ محسوس کیا اور اس زندگی سے ہمارے محبت کے رشتے زندہ ہو گئے۔ ہمارے دل دوبارہ دھڑکنے لگے۔ ہم میں اجتماعیت کا احساس پیدا ہوا۔ یہ جب تک زندہ رہے گا ہم دنیا کو امت واحدہ بناتے رہیں گے۔ یہ طاقت ہمیں خدا سے نصیب ہوئی ہے کوئی دنیا کی طاقت یہ طاقت ہم سے چھین نہیں سکتی اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کو سمجھیں، اس پر قائم ہو جائیں تو آپ بڑی قوت کے ساتھ نئے آنے والوں کو اپنے ساتھ کھینچیں گے اور یہ اجتماعیت کا دائرہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ان نصیحتوں کو سمجھنے اور حرز جان بنانے کی، یعنی جان میں سب سے پیارا وجود سمجھنے کی طاقت عطا فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ 10 جون 1994ء)

پھر فرمایا:

''جماعت احمدیہ کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی اور جماعت اور کوئی قوم یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ کثرت کے ساتھ اللہ کے نام پر ایک جگہ اکٹھے ہونے والے جو مختلف ملکوں قوموں اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں کہیں اور اکٹھے نہیں ہوتے اور آپس میں پھر ایک دوسرے سے ان کی محبتیں نہیں بڑھتیں۔ انگلستان کی جماعت میں جب تک یہ انٹرنیشنل جلسہ شروع نہیں ہوا تھا ان کو اس بات کا ذائقہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتا ہے۔ اتفاقاً کوئی باہر سے آ گیا اور شامل ہو گیا۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح پر جلسے پر دنیا بھر سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اور مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں کے اور جب ایک مقامی آدمی کی نظر پڑتی ہے تو بلا شبہ محبت کی نظر پڑتی ہے۔ کئی دفعہ گزرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ کوئی غیر ملکی کھڑے ہیں اور ساتھ ارد گرد مقامی لوگ جھمگھٹا کر کے کھڑے ہیں اور بڑے غور سے اور پیار سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مصافحے کرے اور ان سے تعلقات بڑھائے۔ یہی حال آنے والوں کو ہوتا ہے۔ جاتے ہیں تو بھیگی آنکھوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں اور واپس جا کر جو خطوط لکھتے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ مقامی لوگوں سے ہی نہیں جو دوسرے ملکوں سے وہاں آئے تھے ان سے بھی ان کے تعلقات بڑے گہرے ہو گئے ہیں پھر آپس میں خط و کتابت چل پڑتی ہے۔۔۔ اس مضمون کو نئے آنے والوں کے تعلق میں بیان کر چکا ہوں۔ آج پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔ پس اس نعمت کو یاد رکھیں۔ اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جا سکتے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے''۔

(خطبہ جمعہ 10 جون 1994ء)

آپؒ فرماتے ہیں:

''جماعت احمدیہ ایک ہی جماعت ہے جو 140 ممالک میں (اب تو 200 ممالک سے بھی زائد ہیں) منتشر پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمعیت رکھتی ہے، ایک مرکز رکھتی ہے اور دور دور پھیلے ہوئے احمدیوں کے دل بھی آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے خواہ بنگلہ دیش میں ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں اس تکلیف کی خبر جب دنیا میں پھیلتی ہے جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو، یوں محسوس کرتی ہے کہ یہ ہماری تکلیف ہے اور عجیب خدا کی تقدیر کا حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں، جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے اور ایسے موقع پر مجھ سے تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے وہ اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔''

(خطبہ فرمودہ 24 جون 1994ء ٹورنٹو کینیڈا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت سے یہ وعدہ فرمایا ہے اور ان سے ہی وعدہ فرمایا ہے جو ایمان میں بڑھنے والے ہیں۔ ان سے ہی وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اس یقین پر قائم ہیں کہ خلافت خدا کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے جس کی بیعت میں آنا ضروری ہے۔ پس تمام سعید فطرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس پیغام کو سمجھ گئے اور خلافت کے ہاتھ پر جمع ہو کر خلیفۂ وقت سے بے لوث اور بے مثال عقیدت اور اخوت کا نمونہ دکھایا اور آج تک دکھلا رہے ہیں''

فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لانے کا کام کیا ہے اور خلافت احمدیہ کا نظام بھی اسی اہم کام کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے کا مطلب ہے کہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت اور اس کے احکامات کی تعمیل۔ پس خلافت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت اصل میں آنحضرت ﷺ اور خدا تعالیٰ سے محبت کی ہی کڑیاں ہیں۔ آج دنیا میں ان محبت کرنے والوں میں جو وحدانیت نظر آ رہی ہے، وہ خدا تعالیٰ کی محبت کے راستے تلاش کرنے کے لئے ہے۔ آج دنیا کے 190 ممالک کے مختلف نسلوں اور رنگوں اور زبانوں کے بولنے والوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے اور آپؑ کے بعد خلافت کے لئے جو محبت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ایک زبردست تائیدی نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف رنگوں اور زبانوں کو ایک نشان بتایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (الروم:23) یعنی اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ اس میں تمام جاننے والوں کیلئے بڑے نشان ہیں۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام سن کر مختلف مذاہب، رنگ، نسل اور زبانوں کے اختلاف کے باوجود آپؑ کے ہاتھ پر سعید فطرت لوگ جمع ہو رہے ہیں اور آپؑ کے ہاتھ پر یہ جمع ہونا اور پھر آپؑ کے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے جو نظام خلافت جاری ہے اس کے ساتھ محبت کا یہ تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے ان تائیدی نشانوں میں سے ایک نشان ہے''

(خطبہ جمعہ 02 نومبر 2007۔ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 23 تا 29 نومبر 2007)

بقیہ صفحہ:2 کہ وہ اسے مکمل نہیں کر سکے۔ اخبار الحکم بھی ان کا ایک خاص کارنامہ ہے جسے جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار الحکم اور بدر کو اپنے دو بازو فرمایا کرتے تھے اور اس میں شبہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ان دو اخباروں نے بہت نمایاں بلکہ خاص الخاص خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت عرفانی صاحبؓ نے خدا کے فضل سے بہت لمبی عمر پائی مگر باوجود اس کے ان کا قلم آخر عمر تک اسلام اور احمدیت کی خدمت میں مصروف رہا۔ اس طرح ان کی وفات گویا جہاد کے میدان میں ہوئی۔ وہ ان چاروں ممتاز اصحاب میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ احمدیت قبول کرنے میں غالباً وہ حضرت مفتی صاحبؓ سے بھی زمانہ کے لحاظ سے پہلے تھے اور صداقت کی تائید میں وہ ایک برہنہ تلوار تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کی روحوں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور جنت میں ان کا مقام بلند کرے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے میدان میں جماعت کے لئے ایک نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کے بھی پیچھے چلو وہ ہدایت کا مینار ثابت ہوگا۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور خاص صحابہ کا ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے اپنے لئے مشعلِ راہ پیدا کرے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں ایک ستارہ ہے اور ہر ایک، ایک خاص قسم کے نور (کا) حامل ہے اور ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت کے طفیل ایک مقناطیس ہے بشرطیکہ جماعت کے نوجوان اپنے اندر مجذوبیت کی صفت پیدا کریں۔ پھر انشاء اللہ وہی ہوگا جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ **بِاَیِّهِم اقتدیتم اهتدیتم و ما توفیقنا الّا باللّٰه العظیم**

خاکسار

مرزا بشیر احمد

لاہور، 6 فروری 1959ء